قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعہ 31 جنوری 2020ء 5 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:27

فرمانِ رسول ﷺ

ایمان کیا ہے؟

حضرت عمر بن الخطابؓ بیان کرتے ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت یعنی جزاسزا کے دن پر ایمان لائے اور اس کے علاوہ تو خدا کی تقدیر خیر و شر پر بھی ایمان لائے۔(صحیح مسلم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

قرآنی تعلیم کی خوبیاں

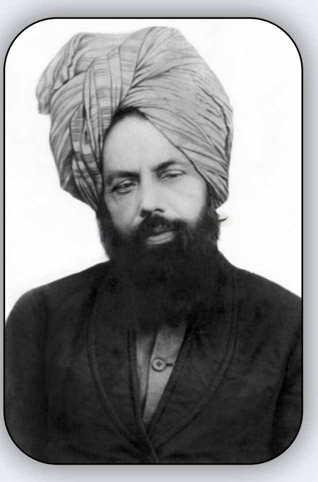

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ زعم کہ قرآن اپنے دین کو چھپا لینے کے لئے حکم دیتا ہے محض بہتان اور افترا ہے جس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ قرآن تو ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ جو دین کی گواہی کو عمداً چھپاتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتا ہے جو جھوٹ بولتے ہیں شاید آپ نے قرآن کی اس آیت سے بوجہ نافہمی کے دھوکا کھایا ہوگا جو سورۃ النحل میں مذکور ہے۔ اور وہ یہ ہے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النحل:107)یعنی کافر عذاب میں ڈالے جائیں گے مگر ایسا شخص جس پر زبردستی کی جائے یعنی ایمانی شعار کے ادا کرنے سے کسی فوق الطاقت عذاب کی وجہ سے روکا جائے اور دل اس کا ایمان سے تسکین یافتہ ہے وہ عند اللہ معذور ہے۔ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی مسلمان کو سخت درد ناک اور فوق الطاقت زخموں سے مجروح کرے اور وہ اس عذاب شدید میں کوئی ایسے کلمات کہہ دے کہ اس کافر کی نظر میں کفر کے کلمات ہوں مگر وہ خود کفر کے کلمات کی نیت نہ کرے بلکہ دل اس کا ایمان سے لبالب ہو اور صرف یہ نیت ہو کہ وہ اس ناقابل برداشت سختی کی وجہ سے اپنے دین کو چھپاتا ہے مگر نہ عمداً بلکہ اس وقت جبکہ فوق الطاقت عذاب پہنچنے سے بے حواس اور دیوانہ سا ہوجائے تو خدا اس کی توبہ کے وقت اس کے گناہ کو اس کی شرائط کی پابندی سے جو نیچے کی آیت میں مذکور ہیں معاف کر دے گا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور وہ شرائط یہ ہیں ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل:111)یعنی ایسے لوگ جو فوق الطاقت دکھ کی حالت میں اپنے اسلام کا اخفاء کریں ان کا اس شرط سے گناہ بخشا جائے گا کہ دکھ اٹھانے کے بعد پھر ہجرت کریں یعنی ایسی عادت سے یا ایسے ملک سے نکل جائیں جہاں دین پر زبردستی ہوتی ہے پھر خدا کی راہ میں بہت ہی کوشش کریں اور تکلیفوں پر صبر کریں ان سب باتوں کے بعد خدا ان کا گناہ بخش دے گا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔‘‘

(نور القرآن،روحانی خزائن جلد9ص 411-413)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا

(الکھف:7)

ترجمہ: پس کیا تُو شدتِ غم کے باعث اُن کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کردے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔

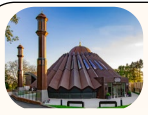

فرمان خلیفہ وقت

خدا کو پانے کے وسائل

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ میں خدا تعالیٰ کو پانے، اُسے پہچاننے، اُس پر ایمان مضبوط کرنے کے جو وسائل خدا تعالیٰ نے رکھے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے آٹھ وسائل بیان فرمائے ہیں جو انسان کے مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے والے بھی ہیں۔ اس وقت میں اپنے مضمون کے حوالے سے ایک وسیلے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش کروں گا جو پانچویں وسیلے کے طور پر آپؑ نے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لیے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھہرایا ہے۔ یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (التوبہ:41)وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ: 4) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ر فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے۔ وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجا لاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 3جنوری 2020ء)

اس شمارہ میں

جنت کے باغ (اداریہ)
خدا کا زندہ نشان احمد (نظم)
مبلغ اعظم ﷺ
تعلیم الاسلام پرائمری سے کالج تک
قلم کو روکنا نہیں چاہیے
مسئلہ کشمیر اور سر ظفر اللہ خان
ارجنٹائن میں خدمت انسانیت
مالٹا کے زیر انتظام خدمت انسانیت
اٹلی میں عمارت کی خرید
اکتالیسواں سالانہ اجتماع انصاراللہ بنگلہ دیش

اداریہ

جنت کے باغ

آنحضورﷺ نے فرمایا ’’ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔‘‘ جن میں ایک مومن کو چرنے کی تلقین آنحضورﷺ نے فرمائی ہے۔
روزنامہ الفضل آن لائن میں گزشتہ تین جمعہ کے شماروں میں باغ، پودوں اور اس کی شاخوں کے حوالہ سے گفتگو ہو رہی ہے۔ یہ مضمون مختلف زاویہ سےاسلامی تعلیم میں ملتا ہے ۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کا ذکر ہو ان مجالس میں جایا کرو، وہاں بیٹھا کرو کیونکہ یہ جنت کے باغ ہیں جہاں فرشتوں کا نزول ہوتارہتا ہے۔
آنحضورﷺ کے ان پیارے الفاظ میں ایک سبق تو بہت واضح ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن ایک ایسا سبق بھی پنہاں ہے جس پر عمل بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ انسان کی اپنی زبان بھی ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہئے اور وہ اپنی ذات میں ایک محفل ہو، ایک مجلس ہو۔ جہاں سے ذکر الٰہی کے شگوفے پھوٹیں۔ اس کا ماحول اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید سے معطر ہو۔ جس کی خوشبو سے گھر کے تمام افراد فائدہ اُٹھا رہے ہوں۔
جہاں تک ذکر کی مجالس کا تعلق ہے ان میں سب سے پہلے تلاوت قرآن کریم ترجمہ و تفسیر کے ساتھ آتی ہے۔جہاں تلاوت ہو رہی ہو وہاں فرشتوں کا نزول ہوتا ہےاورجو تلاوت کی آواز سُنے گا وہ دعاؤں پر آمین کہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا ذکر ہوگاتو وہ اللہ اکبر کہے گا ،حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام آئے گا تو درود پڑھا جائے گا۔ وعلیٰ ھذاالقیاس
اسی طرح ذکرکی ایک مجلس خطبہ جمعہ ہے یا مساجد میں درس و تدریس ہے۔ان میں شامل ہونا چاہئے۔
آج کل جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔جن میں ہم ہر ہفتہ چرتے ہیں اور حضور انور کے تازہ ارشادات جو وقت کی آواز ہیں سے ایم ٹی اے کے ذریعہ استفادہ کرتے ہیں۔ ایم ٹی اے کی بات چلی ہے تو اس کے تمام پروگرام ذکر کی مجالس ہیں جن میں چرنے کا حکم آتا ہے ۔ ان سے بھی استفادہ کرنا چاہئے۔
ہمارے گھروں میں ہونے والی فیملی کلاسز بھی جنت کے باغات ہیں۔ جب ہم تمام اہل خانہ اکٹھے بیٹھ کردینی باتوں پر گفتگو کرتے ہیں۔
پھر ہمارے حلقوں، محلوں اور جماعتوں میں ہونے والے اجلاسات بھی ذکر کی مجالس ہیں۔ان کی اہمیت اور افادیت سے کسی کو کوئی انکار نہیں۔اس ضمن میں مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ بھی جنت کے باغ ہیں جن میں ہر احمدی کو شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا شمار بھی اسی قسم کے باغوں میں ہوتاہے۔ جن میں جا کر ایک احمدی ان تمام باغوں کی سیر کرلیتا ہے جہاں ذکر ہو رہا ہوتا ہے۔
روزنامہ الفضل آن لائن بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جہاں اول سے آخر تک ذکر الٰہی کی باتیں ہوتی ہیں۔ جو احمدی بھی اس کی ویب www.alfazlonline.org پر جائے گا وہ دراصل جنت کے باغ میں داخل ہوگا۔ جہاں صحبت صالحین اسے ملے گی۔ذکر کی مجالس درحقیقت صحبت صالحین ہی ہیں۔ جس کا ذکر قرآن کریم اور احادیث میں جابجا ملتا ہے۔
آنحضورﷺ فرماتے ہیں۔
’’ایسی دینی مجالس جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو اس مجلس کو فرشتے رحمت کے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اُس وقت تک مجلس پر رحمتِ خداوندی کا سایہ رہتا ہے جب تک مجلس اپنے اختتام کو نہ پہنچ جائے۔‘‘

(صحیح بخاری حدیث 6408)

صحبت صالحین کی اہمیت ذیل میں دیئے گئے واقعہ سے بخوبی عیاں ہو جائے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔
’’ایک شخص نے حضرت اقدسؑ سے عرض کی کہ میں تہجد پڑھتا اور خدا اور رسولؐ کے لئے غیرت مند تھا۔ اب ایم۔اے میں پڑھتا ہوں۔خدا کی ہستی میں شبہ کے بارہ میں پڑ گئے۔ آپؑ نے فرمایا جس سیٹ پر تم بیٹھے ہو اس کے ساتھ ضرور کوئی دہریہ ہوگا۔ جس کی صحبت نے یہ حالت کر دی۔ وہ قائل ہو گیا کہ یہ بالکل صحیح ہے کچھ مدت ہوئی میں سے اسے خط لکھا۔ وہ لکھتا ہے اس دن سے (یعنی جس دن سے سیٹ بدلی تھی ناقل) سب ظلمت جاتی رہی۔

(حقائق الفرقان جلد دوم ص:320)

ان ذکر کی مجالس میں جانے کے اور بھی کئی فوائد ہوتے ہیں۔ علم و عرفان اور تقویٰ وغیرہ میں ترقی کا باعث تو ہوتی ہی ہیں۔ انسان کی جسمانی صفائی، کپڑوں کی صفائی ستھرائی بھی ہوتی ہے کیونکہ انسان محفل میں جانے سے قبل اپنے آپ کو تیار کرتاہے۔ وقت کی پابندی بھی ہوتی ہے۔ اس طرح کے دیگر کئی فائدے ملتے ہیں۔

ے یہ علم و عرفان کی مجالس یہ تیرے شیریں سخن کا حاصل
وہ جنون میں وفا شعاروں کا گامزن صبح و شام ہونا

****

خدا کا زندہ نشان احمد

غلامِ صادق غلامِ احمدؑ خدا سے پایا یہ نام احمدؑ
خدا کا زندہ نشان احمد نبیؐ کا نائب غلام احمدؑ

نبیؐ کا قولِ کریم سن لو ملے جو تم کو زمانِ احمدؑ
پہاڑ سے بھی گزر کے جانا تو کہنا اس کو سلام احمدؐ

خدا سے ملنے کی رہ دکھائے دلوں میں عشقِ نبی بسائے
کرے مثیلِ صحابہؓ تم کو کہ جاوداں ہے کلامِ احمدؑ

قتال روکا جہاد چھوڑا صلیب توڑی تو رام پھوڑا
کہ تیر جیسا قلم تھا اس کا تو سیف جیسا کلام احمدؑ

محبتوں کی قبا کو پہنو تو نفرتوں کی ردا اُتارو
لباسِ تقویٰ ہی زیبِ تن ہو یہی ہے پندِ امام احمدؑ

نجاتِ دائم جو ڈھونڈتے ہو سکون و راحت بھی چاہتے ہو
اِدھر اُدھرکیا بھٹک رہے ہو پکڑ لو تم اب زمام احمدؑ

جوخشک دیں ہیں وہ مثلِ مردہ وہ زندگی کی ندا ہی کیا دیں
حیاتِ ازلی جوتم کو بخشے پلائے تم کو وہ جام احمدؑ

زمانے بیتے بشر بھی گزرے مگر نہ آیا تمہارا مہدی
جو آگیا ہے تم اس کو مانو خدا نے رکھا ہے نام احمدؑ

تمام نبیوں سے ارفع اعلیٰ مقام جو ہے مقام احمدؐ
مسیح موسیٰؑ کی کیا کہیں ہم ہے اس سے بڑھ کر مقام احمدؑ

حافظ محمد مبرور

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل میں سے ایک پر بھجوائیں۔

info@alfazlonline.org
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

قانتہ شاہدہ راشد۔لندن

مبلغِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دن ہر روز طلوع ہوتا ہے۔ لیکن ہر دن ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کچھ دن ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی عظمت اور شان کبھی ماند نہیں پڑتی۔آج سے 1400 برس پہلے بھی ایک ایسا دن گزرا ہے جس کی عظمت آج بھی ذہن انسانی میں ایک منور ستارہ کی طرح جگمگاتی ہے۔ یہ وہ مبارک دن تھا جس دن ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم تجلی ظاہر ہوئی اور آپؐ کو خالقِ کائنات نے ساری دنیا کے لئے ہادی اور رہنما کے طور پر مقرر فرمایا۔ جبرئیل امینؑ نے دیکھا کہ غارِ حرا کی تنہائی اور سکوت میں ایک فانی فی اللہ وجود دنیا و مافیھا سے کلیۃً بے نیاز اپنا سر نیاز خالقِ کائنات کے حضور جھکائے یاد الٰہی میں مخمور ہے۔یہی وہ وجود تھا جو کائنات کی تخلیق کا باعث تھاجسے خدائے ذوالعرش نے فرمایا کہ

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

کہ اگر آپؐ کی تخلیق مقصود نہ ہوتی تو دنیا کو خلعتِ وجود سے ہی نوازا نہ جاتا ۔ خدا تعالیٰ نے اسی گوہرِ مقصود کو فرمایا کہ تو کلِ جہاں کا ہادی مقرر کیا جاتا ہے۔ اب تو اس پیغام کی کلِ دنیا میں اشاعت کا ذمہ دار ہے۔ یہ وہ عظیم دن تھا جب سرورِ کائنات ﷺ کے سپرد فریضۂ تبلیغ کیا گیا۔فرمانِ خداوندی کے الفاظ تھے:۔

يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ (المائدہ :68)

احساسِ ذمہ داری

مبلغِ اعظم سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی عظمت کردار آپؐ کی زندگی کے ہرشعبہ میں ہویدا ہے۔ جذبہ تبلیغ کے پہلو پر غور کیا جائے تو اسوۂ نبویؐ کے ہزاروں پہلو نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آجاتے ہیں ۔ سب سے پہلی اہم اور قابل ذکر بات تو آپ کا وہ احساس ذمہ داری ہے جو آپ کے خلوص اور وفا کی صفات کا علمبردار ہے۔غارِ حرا کی تنہائیوں میں فرمان خداوندی ''اِقْرَاْ'' سننا تھا کہ آپ پر احساسِ ذمہ داری کی وجہ سے کپکپی طاری ہوگئی۔ اپنی کمزوری اور ناتوانی کا خیال کرکے آپؐ لرزہ براندام ہوگئے۔ اسی حالت میں گھر آئے تو آپؐ کی رفیقِ حیات حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ذکر کیا ۔اس سے آپؐ کو قدرے سکون ہوا۔ لیکن ذمہ داری کا یہ احساس کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ سے جدا نہیں ہوا۔

آپؐ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس بات پر گواہ ہے کہ تبلیغ کی جو ذمہ داری آپؐ کے سپرد کی گئی وہ آپؐ نے ہر موقع پر ہر قیمت پر اور ہر حالت میں سرانجام دی۔ نہ کوئی مصیبت اور مشکل آپؐ کا راستہ روک سکی اور نہ کوئی لالچ اور طمع آپؐ کے راستہ میں حائل ہو سکی۔ نہ آپؐ نے کبھی اپنے آرام کا خیال کیا اور نہ کبھی اپنی عزت و وجاہت کی پرواہ کی۔ بس ایک ہی دھن تھی اور ایک ہی لگن کہ کسی طرح دنیا کے ایک ایک فرد کو یہ حیات بخش پیغام پہنچا دیا جائے کہ اس کائنات کا ایک خدا ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ وہی ہمارا خالقِ حقیقی اور معبودِ ازلی ہے۔ تبلیغ کا یہ جذبہ روزِ اول سے آپؐ کے دل میں ایسا جاگزیں ہوا کہ پھر آخری سانس تک زندگی کے ہر موڑ پر آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں جلوہ افروز رہا۔

عظیم الشان قربانیاں

سیرت نبویؐ کے اس ایک پہلو کو بیان کرنے کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں ۔ رسول اکرم ﷺ کے جذبۂ تبلیغ کو آپؐ کی عظیم الشان قربانیوں کے آئینہ میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ قربانی اپنی ذات میں انسانی کردار کو اپنا حسن عطا کرتی ہے۔ لیکن جب یہ قربانی ایک اور بلند مقصد کی خاطر ہو تو اس کی عظمت بلند تر ہوکر ہمدوش ثریا ہوجاتی ہے۔ کچھ یہی کیفیت ہمیں سرورِ کائنات ﷺ کی ان قربانیوں میں نظر آتی ہے جو آپؐ نے اپنی زندگی کے بلند ترین مقصد یعنی اشاعتِ اسلام کی خاطر پیش فرمائیں۔

تفصیل کی تو شاید گنجائش نہیں لیکن مختصر اشاروں میں کچھ ذکر ہوسکتا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دل میں جذبۂ تبلیغ اس طرح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ یہ آپؐ کی زندگی کا مقصد اور اوڑھنا بچھونا بن گیا تھا۔ قلبی کیفیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خدائے علیم و خبیر نے جو انسانوں کے دلوں کی حالت کو جانتا ہے۔ فرمایا ہے کہ

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء : 4)

کہ اے ہمارے حبیبؐ! تیری کیفیت تو یہ ہے کہ توان لوگوں کی ہدایت کی خاطر اس قدر غم کرنے والا ہے کہ گویا اپنی زندگی اسی راہ میں فدا کر دینا چاہتا ہے۔ خدائے علیم و خبیر کا یہ اعلان آپؐ کے جذبۂ تبلیغ کا وہ منہ بولتا ثبوت ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں ہوسکتا۔

حق یہ ہے کہ آپؐ نے تبلیغ کی خاطر اپنے آرام کو قربان کیا۔ اپنے وقت کی قربانی دی اور تبلیغ کے مواقع تلاش کرکے اس فریضہ کو ادا کیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آپؐ حج کے موقع پر آنے والے وفود کے پاس چلچلاتی دھوپ میں جایا کرتے تھے۔ ایک ایک خیمہ کے پاس جاکر خدا کا پیغام پہنچاتے۔ دن رات یہ مقدس جہاد جاری رہا۔ کوئی سنتا کوئی نہ سنتا ۔ بعض بُرا بھلا کہنے والے بھی تھے لیکن آپؐ نے دن رات اس جہاد کو جاری رکھا۔ اس مسلسل کوشش کا پھل بھی خدا نے آپؐ کو عطا فرمایا۔ بیعت عقبیٰ اولیٰ اور عقبیٰ ثانیہ اسی جہاد کے ثمرات تھے۔

یہی جذبۂ تبلیغ تھا جو آپؐ کو کشاں کشاں طائف کے علاقہ میں لے گیا۔ جہاں اوباش لڑکوں نے پتھروں کی بارش سے جسم مبارک کو لہولہان کردیا۔ آپؐ پر آوازے کسے گئے لیکن ہادیٔ کاملؐ نے تبلیغ کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا ۔پھر مکہ کی بستی میں آپؐ کے ساتھ جو کچھ ہوتا تھا وہ کس پر عیاں نہیں ۔ یہی وہ بستی ہے جس کی گلیوں میں آپؐ کے سرِ مبارک پر خاک ڈالی جاتی تھی۔ آپؐ کے راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے تھے۔ اور آپؐ کا جرم اور آپؐ کا قصور اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ آپؐ ان لوگوں تک دن رات وہ پیغام پہنچاتے تھے جس کے لئے آپؐ مامور کئے گئے تھے ۔اس فریضہ کی خاطر آپؐ نے یہ سب کچھ برداشت کیا۔ آپؐ نے اپنی مقدس عزت کو خطرہ میں ڈالا۔ اپنا وقت اور آرام قربان کیا۔ ہر دکھ اور تکلیف برداشت کی لیکن تبلیغ کے جہاد کو ہر قیمت پر اور ہر حالت میں جاری رکھا۔

آپ ﷺ کو مکہ کی بستی میں گزارے ہوئے وہ دن بھی یاد تھے جب بستی کے لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ آپؐ کو صدوق کے لقب سے پکارتے تھے۔ اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھوایا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کی نظروں میں آپؐ سے زیادہ صادق اور امانت دار کوئی اور وجود نہ تھا۔ بستی کا ہر فرد آپؐ کی عزت کرتا تھا۔ اور ہر جگہ آپؐ کی تعریف ہوتی تھی۔ لیکن جونہی آپؐ نے تبلیغ اسلام کا علم اپنے ہاتھ میں لیا۔ دنیا کاانداز یکلخت بدل گیا۔ اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ ماضی کا محبوب شخص اب ان کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹکنے لگا۔ کل کے دوست آج آپؐ کے دشمن بن گئے۔آپؐ کی راہوں میں آنکھیں بچھانے والے آپؐ کی جان کے دشمن بن گئے۔ صرف اس وجہ سے کہ رسول مقبول ﷺ کے ہاتھ میں تبلیغ کا علم تھاجسے آپؐ کسی قیمت پر چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔

ایک شاندار مثال

تبلیغ کے سلسلہ میں عزم محمدی ﷺ کی یہ بہت شاندار مثال ہے کہ جب آپؐ کے دشمنوں نے اکٹھے ہو کر آپؐ کے چچا سے رابطہ کیا جو دنیاوی طریق کے مطابق آپؐ کے کفیل اور محافظ تھے، ان کا مطالبہ تھا کہ تبلیغ بند کی جائے۔ مطالبہ کو اور زیادہ قابل قبول بنانے کے لئے انہوں نے وہ ساری باتیں اکٹھی کر دیں جو ایک دنیادار انسان کو قائل اور مائل کرنے کے لئے مؤثر ہوسکتی ہیں۔وہ سارے لالچ بیان کئے جو ایک برق رفتار مجاہد کے تیز رو قدموں کو روکنے کے لئے کافی ہوسکتے ہیں ۔ لیکن میرے آقا رسول عربی ﷺ کے آہنی عزم پر ذرا بھی آنچ نہ آئی۔ انہوں نے جاہ وحشمت ، مال و ثروت اور حسن و جمال کا لالچ دیا۔ کوئی دنیا کا بندہ ہوتا تو یقیناً ان لالچوں پر مر مِٹتا لیکن یہاں تو خالق کائنات کا وہ بندہ تھا جو تبلیغ کی راہ میں اپنا سب کچھ نثار کرنے کی قسم کھائے ہوئے تھا۔چچا کی باتیں سن کر ایک آہنی عزم کے ساتھ فرمایاکہ

''میرے چچا ! تم اپنی حفاظت کی امان واپس لینا چاہتے ہو تو لے لو،میرا خدا محافظ ہے ۔ ہاں جہاں تک ان کی ان باتوں کا تعلق ہے جو انہوں نے بیان کی ہیں۔ تو میرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں (جو عملاً ان کے لئے ناممکن ہے اور اس سے زیادہ مشکل بات اور بلند تر انعام واکرام تصور نہیں کیا جا سکتا) تو پھر بھی خدا کی قسم ! میں تبلیغ کے اس جہاد سے نہیں رک سکتا۔

لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِي وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْ اَهْلَكَ فِيْهِ مَا تَرَكْتُهٗ

(بحوالہ سیرۃ ابن ہشام ۔ جلد اوّل)

کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ میں اس راہ میں ہلاک کر دیا جاؤں ۔ لیکن میں جیتے جی تبلیغ کے جہاد سے رُک نہیں سکتا۔

تبلیغِ اسلام کے لئے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے ہر طریقہ استعمال فرمایا۔ زبانی بھی یہ سلسلہ جاری رکھا اور تحریری بھی ۔زمانہ کے حکمرانوں کو خدائے واحد کی طرف بلایا۔ انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔ اپنے وطن میں بھی اور باہر بھی۔ تبلیغ کی خاطر قربانی پر قربانی دیتے چلے گئے۔ اپنے عزیز و اقارب کے دکھ دیکھے۔ ان کو اپنی آنکھوں کے سامنے تڑپتے دیکھا۔ خود دکھ اٹھائے حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا کہ اپنی محبوب ترین بستی کو بڑے بوجھل دل کے ساتھ الوداع کہا اور یہ قربانی بھی محض تبلیغ اسلام کی خاطر دی۔

حجۃ الوداع کے موقع پر

بالآخر آپؐ کی زندگی میں وہ وقت قریب آنے لگا کہ اب آفتاب نبوت دنیا کی نظروں سے اوجھل ہونے والا تھا۔حجۃ الواع کا موقع آیا۔ نظروں کے سامنے ایک اشارہ پر جانیں قربان کرنے والوں کا جم غفیر تھا۔ کس قدر ایمان افروز نظارہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے سچے وعدوں کو پورا کر دکھایا تھا۔ اس موقع پر ہادیٔ کامل ﷺ کو اپنی زندگی کا اصل مقصد پوری طرح یاد تھا۔ وہ الفاظ اس وقت بھی آپؐ کے کانوں میں گونج رہے تھے کہ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ہاں وہی الفاظ جن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپؐ نے زندگی کا ایک ایک لمحہ گزاردیا تھا۔ لیکن احساس ذمہ داری اس قدر شدید تھا کہ اس موقع پر آپؐ نے اپنے جاں نثار خدام کو ایک بار پھر اسلام کے پیغام کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اور پھر ان سے پوچھا کہ

''هَلْ بَلَّغْتُ'' کہ کیا میں نے وہ پیغام تمہیں پہنچا دیا جو مجھے دیا گیا تھا۔ صحابہؓ نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ ہماری جان آپؐ پر قربان! ہمارے آقاؐ! آپؐ نے خوب پہنچا دیا۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ میں اس وادی کو، اس کے دشت وجبل کو اس شہادت پر گواہ بناتا ہوں ۔ اے اللہ تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا اور اس امانت کا حق ادا کردیا۔

یہ ہے ہمارے آقا محمد مصطفی ﷺ کا شاندار جذبۂ تبلیغ اور یہ ہے وہ اسوۂ نبویؐ جو آج بھی ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف بلا رہا ہے۔ ہمیں حقیقت میں ''داعی الی اللہ ''بننے کا پیغام دے۔

****

پروفیسر محمد شریف خان۔امریکہ

تعلیم الاسلام پرائمری سکول قادیان سے تعلیم الاسلام کالج ربوہ تک کا سفر

والدمرحوم ڈاکٹرحبیب اللہ خان تنزانیہ،افریقہ ،میں ڈیوٹی پر تھے۔ مجھے 1946ءمیں تعلیم الاسلام پرائمری سکول قادیان میں پہلی جماعت میں داخل کرا دیا گیا۔سالانہ امتحان ہوئے ،قاعدہ یسّرناالقرآن زبان کی تکلیف کے باعث اچھی طرح سنا نہ سکا جبکہ دوسرے مضامین میں پاس تھا۔ فیل کر دیا گیا۔ امتحانات کے بعد موسم گرما کی چھٹیوں کے دوران partition ہو گئی۔

پاکستان کے لئے ہجرت

قادیان میں دن بدن غیر مانوس چہروں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔سڑکوں پر لوگ اور سامان تانگوں، گڈوں پر لدے آرہے تھے۔ قادیان کے پر سکون ماحول میں ایک غیر مانوس سی بے چینی سرائیت کر رہی تھی۔ محلہ کی مسجد میں غیر مانوس لوگوں نے بستر لگا لئے تھے۔ ہم بچوں کا باہر نکلنا منع ہو گیا تھا۔ بھائی جان حفیظ امرتسر میڈیکل سکول سے کئی دن سے آئے ہوئے تھے۔سرِشام محلہ کے لوگ گھروں میں بند ہو جاتے۔ ہنستے بستے شہروں کی مخصوص ہلکی سی زندگی کی بھنبھناہٹ سرِ شام ماند پڑنے لگی تھی۔ ایک انجانا خوف و حراس دارالاماں پر اپنا مکروہ سایہ تانے جا رہا تھا۔ ناگہاں، کبھی کبھی شام کو گولیوں کے چلنے کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں۔

گھر کے بڑے سارا دن بیٹھے پاکستان جانے کے ذرائع سوچتے رہتے۔ ضعیف والدہ کی بات تھی کہ وہ کیسے ، اگر پیدل قافلے کے ساتھ جانا پڑا،اتنا لمبا سفر کرسکیں گی۔گھر کے سٹور میں بچوں کی ایک بڑی سی pram پڑی تھی۔ اسے نکال کر صاف کیا گیا، جوڑوں میں تیل دیا گیا۔منصوبہ یہ تھاکہ اس میں رضائیاں وغیرہ بچھا دی جائیں گی اور والدہ کو بٹھا کر سفر طے کیا جائے گا۔ جب یہ سب کچھ ہو گیا ، مجھے ٹیسٹنگ کے لئے اس پر بٹھایا گیا تو پتہ چلا یہ بیکار کی کوشش تھی۔ ہم سب پریشان دعائیں کر رہے تھے ۔ ابا جی افریقہ میں الگ پریشان تھے۔

بھائی جان منیر ڈیوٹی دینے جاتے شام کو خبریں لاتے۔ بسوں کے ایک دو قافلے جا بھی چکے تھے ، ایک صبح ہم بھی تیار ہو کر پہنچے۔بسیں کھچا کھچ ، بھری ہوئی تھیں نفسا نفسی کے عالم میں روانہ ہوئیں۔ ظاہر ہے ہم 9 افراد کو کہاں جگہ ملتی! اسی مایوسی میں آخر بڑوں نے سوچا پتہ نہیں ہمارا کیا بننا ہے کم از کم کوئی ایک تو ہم سے بچ جائے.کُرہ میرے نام پڑا۔میرے دو تین جوڑے ، کچھ روٹیاں ایک بچکی میں باندھ دی گئیں کچھ نقدی میری قمیض میں سی دی گئی اور کچھ میری جیب میں۔لاہور میں بھائی نور احمد کے گھر کا پتہ(بیرون موچی گیٹ، برکت علی روڈ،5 قمرمنزل، لاہور) لکھ کر میری جیب میں اور بچکی میں خط کے ساتھ رکھ دیا گیا۔مجھے ہر ایک نے آنسو بھری آنکھوں سے سسکیاں لیتے اور دعائیں کرتے ہوئے بھائی منیر کے ساتھ روانہ کیا۔جب ہم تعلیم الاسلام کالج کی گراؤنڈ میں پہنچے تو کھچا کھچ بھری چار پانچ بسوں کے گرد ایک اژدھام تھا، ایک طرح کی چیخ و پکار تھی ۔ بھائی منیرنے مجھے بازوؤں میں اٹھا لیا اور ایک بس کی کھلی کھڑکی سے اندر دھکیلنے کی کوشش کی۔گھبراہٹ سے میں نے رونا شروع کر دیا۔ دو دفعہ کی کوشش رائیگاں گئی۔بسیں چلی گئیں اور ہم مایوسی کے عالم میں گھر واپس آ گئے۔

سخت مایوسی تھی، طرح طرح کے منصوبے بنتے اور ٹوٹتے۔ ایک شام جب دروازہ بند کئے مایوسی میں بیٹھے ہوئے تھےدروازہ کھڑکا۔سب ڈر گئے۔ پاس جا کر پوچھا: کون ہے؟ باہر سے خالہ زاد بھائی نور احمد کی آواز تھی" میں نور احمد"۔ دروازہ کھولاسب سے گلے ملے۔ انہوں نے بتایا وہ ایک فوجی ٹرک لے کر ہمیں لینے آئے ہیں اور صبح سے ہمارے گھر کا پتہ کرتے کرتے اب ہم تک پہنچے ہیں۔ہم سب نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اللہ نے کیسے ناامیدی میں امید پیدا کر دی۔ الحمدُللہ

اگلی صبح ہم تیار ہو کر بسوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ہمارے ٹرک میں لوگ سوار ہو چکے ہوئے تھے۔تِل رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ انتظام پر معمور خدام کو بھائی نور احمد اور بھائی منیر نے جا کر بتایا۔ ہمارے لئے جگہ بنائی گئی۔بے جی بھائی منیر کو بار بار کہتیں اور التجائیں کرتیں رہیں کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلومگر انہوں نے کہا کہ "میری ڈیوٹی ہے میں بعد میں آؤں گا" اور بھیڑ میں گم ہوگئے۔والدہ مرحومہ دیر تک اداسی سے روتی رہیں۔

ہمارے کانوائے میں سات بسیں تھیں۔موسمِ برسات اور ٹریفک کی بھیڑ کی وجہ سے سڑک پر کھڈے پڑے ہوئے تھے۔ بسیں رینگنے کی رفتار سے چل رہی تھیں۔جب شام ہوئی اور ہم تقریباً امرتسر شہر میں داخل ہو رہے تھےکہ ایک بس کا انجن فیل ہوگیا۔ بھائی نور احمد فوج میں موٹر مکینک تھے ۔کیا کر سکتے تھے ؟ ہر طرف اندھیرا تھا کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا، بیٹری مہیا نہیں تھی۔پتہ کیا گیا کسی کے پاس ماچس ہے؟آخر ایک سیگرٹ نوش کام آئے۔ ماچس کی تیلیاں جلا جلا کر تاریں جوڑیں اور بس سٹارٹ ہو گئی۔ سب نے شکر ادا کیا۔

بھائی جان حفیظ پہلے لاہور پہنچ چکے تھے اورکرشن نگر میں ایک گھر الاٹ کروا لیا ہوا تھااور بازار میں ایک ہومیو پیتھک کی دکان بھی انہیں مل گئی تھی۔بھائی جان ہومیو پیتھک کی چھوٹی چھوٹی بوتلیں لے کر آتے ہم انہیں صاف کرتے جاتے اور لنڈے بازار میں بیچ کر کچھ نقدی مل جاتی۔افراتفری کا زمانہ تھا۔بے جی(والدہ) نے کچھ نقدی بچا کر رکھی تھی جس سے گزارہ ہو رہا تھا۔ہم لاہور میں ٹھہر کربھائی منیر کے قادیان سے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔

ناگہاں دفتر سے بھائی کی شہادت کی اطلاع ملی۔ تفصیل کے مطابق بھائی جان سکھ حملہ آوروں کا مقابلہ ابا جی کی دونالی بندوق سے کرتے رہے۔آخرکار حملہ آور رات کے اندھیرے میں پیچھے سے گھر کے دیوار پھاند کر آئے اور انہیں پیٹ میں چھرا گونپ کر شہید کر دیا ۔ جب خدام صبح پتہ کرنے گئے توبھائی صحن کے درمیان چت پڑے تھے اور انتڑیاں باہر پھیلی ہوئیں تھیں ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔بے جی اور بڑوں کی غم سے بری حالت تھی۔

اب ہمارا لاہور میں ٹھہرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔بسوں میں بڑی بھیڑ تھی،چنانچہ ہم نے ایک گڈے والے سے بات کی۔ اس نے چکسان پہنچانے کی حامی 300روپے میں بھر لی۔ہم اور ہمارا جو بھی اثاثہ تھا گڈے پر لد گئے۔اور آہستہ آہستہ منزلِ مقصود کی طرف بڑھنا شروع ہوئے۔ مجھے شاہدرہ گوجرانوالہ کی سڑک ابھی تک یاد ہے جس کی جانبین میں کھجور کے درخت تھے۔میں نے پہلے کبھی کھجور کا درخت نہیں دیکھا تھا۔ رستے میں جب بیل آرام اور چارے کے لئے رکتے ہم بھی اُتر کر گھاس وغیرہ پر کھیس بچھا کر آرام کر لیتے۔ہماری سواری رات بھرچلتی رہتی ۔آخر کار سو میل کا یہ سفر اللہ اللہ کر کے چوتھے دن ختم ہوا اور ہم اپنے گاؤں پہنچ گئے۔

دادی جان اور گاؤں کے لوگوں کو اپنا منتظر پایا۔ دادی جان ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ ہم اپنے آبائی گھر میں خوب دوڑے پھرے۔ بے سرو سامانی کی حالت تھی۔بھائی منیر کی شہادت سے سب نڈھال تھے۔بے جی کا برا حال تھا،ہر وقت دروازہ کی طرف نظریں ٹکائے رکھتیں ، کہ منیر اب آیا کہ اب آیا۔

ابا جی کی آمد

گھریلو حالات سے آگاہ ہوتے ہی اباجیearly retirement لےکر 1948ء کے شروع میں افریقہ سے گاؤں پہنچ گئے۔ اورگھر کے حالات کو سنبھالا دیا۔ مجھے3میل دورگاؤں کوٹ سعداللہ میں پرائمری سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ ہمارے احمدی ہونے کی خبر سب جگہ پہنچ چکی تھی۔جب ابا جی مجھے سکول میں داخل کروانے گئے اہل حدیث ہیڈ ماسٹر مولوی فیروز اباجی سے مذہبی بحث میں الجھ گیا۔خیر اس دن تو بات آئی گئی ہو گئی۔ اگلے دن بہانہ بنا کر میری مکوں اور تھپڑوں سے خوب پٹائی کر دی۔میں نے گھر میں اس کے بارہ میں کسی کو نہیں بتایا۔

ابا جی نے چکسان سے 3میل دور قصبہ گکھڑ منڈی کے مین بازار میں"قریشی میڈیکل ہال" کے نام سے شفا خانہ کھول لیا۔ابا جی ہرروز صبح 3میل سُوئے(چھوٹی نہر) کے ساتھ ساتھ کچے راستے پرسائیکل پر گکھڑجاتے اور شام واپس آتے۔اب میں حیران ہوتا ہوں اباجی کی ہمت پر۔اباجی کے دونوں گھٹنوں میں arthritis کی وجہ سے سخت درد تھی، جسم بھاری تھا۔یہ سب سختی آپ نے میرے پانچویں کے امتحان تک برداشت کی۔گھر میں مجھے اور دوسرے بچوں کو اردو، انگریزی کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کادرس دیتے۔ظہرعصر کی نماز کے بعدہم اپنا اپنا قرآنِ کریم لے کر بیٹھ جاتےاور ایک ایک رکوع پڑھتے۔اباجی ترجمہ پڑھتے اور ہم دہراتے جاتے۔ابا جی کی اس مہربانی کے باعث اب تک ہم بہن بھائیوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآنِ کریم کا ترجمہ سمجھنے میں الاماشااللہ کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ الحمدللہ

وقفِ زندگی

میرے پرائمری کا امتحان پاس کرتے ہی ہم قصبہ گکھڑمنڈی میں منتقل ہو گئے۔میں ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول (ڈی ۔بی ہائی سکول) کی چھٹی جماعت میں داخل ہوگیا۔ میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا جب 1954ء۔1955ء کے لگ بھگ حضرت مصلح موعودؓ نے وقفِ زندگی کے موضوع پر مسلسل کچھ خطبات دیئے۔ان خطبات سے متاثر ہوکر ایک روز ابا جی نے مجھے بلا کر کہا " تم نے حضرت صاحبؓ کے خطبات سنے ہیں۔ اللہ نے مجھے چار بیٹے دئے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے دو بیٹے اللہ کے رستے میں وقف کروں۔دو دنیا داری میں پڑے ہوئے ہیں۔ پہلے منیر وقف تھا شہید ہوکر اللہ کے پاس ہے۔اب تم سب سے چھوٹے ہو تم خدا کی راہ میں زندگی وقف کر دو تاکہ میری زندگی کے دونوں پلڑے یکساں ہو جائیں" میرا ہاں میں جواب سن کر ابا جی بہت خوش ہوئے، اورحضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں وقف کی منظوری کے لئے عریضہ لکھ دیا۔ حضرت صاحب نے ایک خطبہ میں ذکر فرمایا کہ " وقفِ زندگی کی تحریک کے جواب میں جو درخواستیں آئی ہیں ان میں سے ایک تو ابھی بہت چھوٹے ہیں"۔ شائد حضور کا یہ اشارہ میری طرف تھا۔ کچھ دنوں میں دفتر تبشیر سے اباجی کے نام ہدایت آئی کہ حضورؓ نے وقف منظور فرما لیا ہے۔ میٹرک کے بعد بچہ کو جامعہ میں داخل کرائیں۔اسی زمانہ میں میں نظامِ وصیت میں بھی شامل ہو گیا۔الحمدُللہ

جامعہ کی بجائے کالج میں داخلہ

میٹرک پاس کرنے کے بعداباجی مجھے لےکر جامعہ احمدیہ میں داخلہ دلانے ربوہ پہنچے ۔جولائی کا مہینہ اور بدھ کا دن تھا۔ ربوہ میں سخت گرمی تھی، تانگے پر سیدھے جامعہ میں پہنچے۔جامعہ میں سالانہ کھیلوں کے بعد دو چھٹیاں تھیں۔ اباجی کی طبیعت میں کسی قدر سختی اور جوش تھا۔ جامعہ کو بند پا کر جامعہ کے پرنسپل مولانا ابوالعطاء جالندھری کے کوارٹر تحریک جدید پہنچے۔ مولوی صاحب سے ملاقات کے وقت بے تکلفی سے کہاکہ " مولوی صاحب! لو جی قربانی کا بکرا لے آیا ہوں۔ اسے جہاں چاہیں باندھیں۔ مجھے بہت گرمی لگ رہی ہے میں تو واپس چلا۔"

مولوی صاحب نے فرمایاکہ جامعہ میں تو چھٹی ہے۔آپ ٹھہریں۔ دو دن کے بعد جامعہ آ جائیں۔ والدِ محترم نے فرمایاکہ"سخت گرمی ہے میں یہاں زیادہ رک نہیں سکتا"۔حضرت مولانا نے فرمایا"تو پھر اسے کالج میں داخل کروا دیں وہاں سے ڈاکٹر بن کر یا ایم۔اے کر کے سلسلہ کی خدمت کر سکتا ہے۔"چنانچہ اس طرح میں کالج میں فرسٹ ائیر پری میڈیکل میں داخل ہوا۔میری ریاضی میں کمزوری آڑے آئی۔ ایف ایس سی میں اتنے نمبر نہ آئے کہ میڈیکل کالج میں داخلہ مل سکتا۔ فزکس اور کیمسٹری میں حسابی سوالات کے باعث میرے نمبر کم رہے۔

باقی صفحہ 6 پر

دانتوں کی صحت و صفائی

دانتوں کی صفائی اور حفاظت محض صحت کے لئے ہی اہم نہیں یہ شخصیت پر بھی مثبت اثرات ڈالتی ہے۔ میلے اور پیلے دانت اور منہ سے آتی بدبو شخصیت کو بُری طرح سے متاثر کرتی ہے اور ملنے جلنے والے افراد پاس بیٹھنے سے کتراتے ہیں۔دانتوں کی صحت اور حفاظت کے لیے روزانہ برش کرنے کے ساتھ ساتھ اچھی اور متوازن غذا کا استعمال بھی بے حد ضروری ہے ۔ قدرت کی ایسی بیش بہا نعمتیں موجود ہیں اور انسان کی ذہنی اور جسمانی صحت کے لئےضروری ہیں۔سیب کا استعمال دانتوں کی صحت و صفائی کے لئے سرفہرست ہے۔ اس میں موجود فائبر دانتوں کے لیے اسکرب کا کام کرتے ہیں۔ اسی طرح ناشپاتی بیکٹیریا کو ختم کر کے دانتوں کو کیڑا لگنے سے بچاتی ہے ۔ یہ دانتوں کی پیلاہٹ اور داغ دھبوں کو دور کرنے کے لئے بھی بہترین ہے ۔ انگور میں موجود اینٹی آکسیڈنٹ منہ کے کینسر کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اسٹرابیری اور کیوی دانتوں کو وٹامن سی فراہم کرتی ہیں اور منہ سے بیکٹیریا کے خاتمے کے لئے بھی اہم ہیں ۔ کھیراجہاں صحت کے لئے بے حد مفید ہے وہیں دانتوں کا میل کچیل دور کر کے آپ کو ایک خوبصورت مسکراہٹ فراہم کرتا ہے۔ قدرت کی یہ تمام نعمتیں منہ کی صفائی کر کے بہت سی بیماریوں سے تحفظ فراہم کرتی ہیں۔

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

• مکرم مظفر احمد تحریر کرتے ہیں روزنامہ الفضل آن لائن کی دستیابی کسی نعمت سے کم نہیں۔خلافت کی برکت سے ہماری روحانی سیرگی کا سامان ہوگا ’’الفضل‘‘میرے پسندیدہ اخبار میں شامل ہے۔

• رحیق المختوم رقمطراز ہیں ازل سے خدا تعالیٰ نے اپنے فیض کا ایک سلسلہ جاری کیا ہے جس کے سرخیل انبیاء کرام ہوتے ہیں اور جو اوّلین اُن کو مانتے ہیں وہ تقویٰ کےاعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوتے ہیں اور پھر وہ اوّلین آگے چل کر بہتوں کی رہنمائی کا باعث بنتے ہیں۔ اِس لئے فرمان ہوا کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ صادقین کون ہوتے ہیں اور ان کی نشانیاں کیا ہیں؟

آج کے ترقی یافتہ دور میں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح سے قدم قدم پر صادقوں کی محفلیں مہیا کی ہوئی ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم ان سے کس قدر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان محفلوں کی اعلیٰ و ارفع قسم ہیں اور ایک دفعہ ان صادقین کی محفلوں کی عادت ہو جائے توسکائی از دا لِمٹ!!

مورخہ 13 دسمبر 2019ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آن لائن روزنامہ الفضل کا اجراء فرمایا ہے۔ یہ بھی صادقوں کی محفل میں سےایک محفل ہے۔ جس میں انواع و اقسام کی خیر کی باتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس محفل سے بھرپور استفادہ کرنے اور جی بھر کر خزائن اکٹھے کرنے والا بنائے۔آمین

قلم کو روکنا نہیں چاہئے!

انجنیئر محمود مجیب اصغر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اگرچہ فیصلہ دعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جائے۔نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہئے اور قلم کو روکنا نہیں چاہئے نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اولی الایدی والابصار کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔

پس چاہئے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو کام لئے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔‘‘

(الحکم 17 فروری 1904ء تفسیر مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 167)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سورۃ قلم کے تعارف میں فرماتے ہیں۔

یہ سورۃ لفظ ’’ن‘‘سے شروع ہوتی ہے جس کا ایک معنی دوات کا ہے اور قلم سے لکھنے والے تمام اس کے محتاج رہتے ہیں اور انسان کی تمام ترقیات کا دور قلم کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے اگر انسانی ترقی میں سے تحریر کو نکال دیا جائے تو انسان جہالتوں کی طرف لوٹ جائے اور پھر کبھی اسے کوئی علمی ترقی نصیب نہیں ہو سکتی۔

سورۃ الحدید… وَاَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡہِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا’’معلوم ہوتا ہے کہ حدید نے اپنا فعل’’باس شدید‘‘ آنحضرت ﷺ کے وقت کیا کہ اس سے سامان جنگ وغیرہ تیار ہوکر کام آتا تھا مگر اس کے فعل’’منافع للناس‘‘ کا وقت یہ مسیح اور مہدی کا زمانہ ہے کہ اس وقت تمام دنیا حدید (لوہے) سے فائدہ اٹھا رہی ہے…

میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم سے ہی لکھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوہے سے کام لیا ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے ۔

(البدر 26 دسمبر 1902ء تفسیر مسیح موعود جلد 8 صفحہ 83)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساری عمر قلمی جہاد میں مصروف رہے اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں ساری بدعات سے صاف کرکے اسلام کا چہرہ دنیا کو دکھایا آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے سارے قرآن کی سمجھ اور فہم عطا کی اور آپؑ کے مدنظر آنحضرت ﷺ کی کامل ظلیت میں ساری دنیا کی اصلاح تھی آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے ’’سلطان القلم‘‘ کا خطاب عطافرمایا۔

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

آپؑ کی پُر زور تحریروں کا اعتراف کرتے ہوئے آپؑ کی وفات پر مولانا ابو الکلام آزاد ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر نے لکھا۔

’’وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کامجسمہ تھاجس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدارکرتا رہا… دنیا سے اُٹھ گیا.... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرکے دکھاجاتے ہیں مرزا صاحب کی اس رفعت نےان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا ہے کہ وہ ان کا ایک بڑاشخص ان سے جدا ہوگیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کےمقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو ان کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہوگیا ان کی یہ خصوصیات کہ وہ اسلامک مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے..... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

اس لٹریچر کی قدرومنزلت آج جب کہ وہ اپنا فرض پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے...آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔

(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ حیات طیبہ تصنیف شیخ عبدالقادر سابق سوداگر مل صفحہ 262،261)

آگے آپ کے خلفاء نے بھی مقدور بھر لٹریچر چھوڑا بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو کہ مصلح موعودؓ اور آپ کے مثیل اور خلیفہ تھے اس کے علاوہ ان کے علاوہ دیگر خلفاء احمدیت نے بھی اور آپ کے صحابہؓ نے بھی اور بعض تابعین بھی نسلاً بعد نسل قلمی خدمات کی توفیق پارہے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

ہمارے عہد

چلو کچھ کام کرتے ہیں
محبت عام کرتے ہیں
یہ دل خوشبو کی مانند ہے
ہوا کے نام کرتے ہیں

خزاں کے موسموں کو اب
گل و گُلفام کرتے ہیں
ستارہ اب زمیں کا ہم
یہ ماہِ تام کرتے ہیں

بُھلا کر محفلیں اُجڑی
حسیں ہر شام کرتے ہیں
میخانے جاکے ساقی سے
لَبالَب جام کرتے ہیں

قیامت دے رہی دستک
سَبک اب گام کرتے ہیں
یہ دِل دنیا کا اب اپنا
خُدا کے نام کرتے ہیں

جو سنّت سے ہے سیکھی وہ
ریاضت عام کرتے ہیں
حقیقت کھول کر ساری
جاری پیغام کرتے ہیں

ہمارے عہد کے حاکم
شیطاں کے کام کرتے ہیں
عدل کا تو سَرِ بازار
قتلِ عام کرتے ہیں

عبدالجلیل عبادؔ جرمنی

نقطہ نظر

عرفان احمد خان۔ جرمنی

مسئلہ کشمیر اور سر محمد ظفر اللہ خان کی خدمات

کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ قبضہ کو 70 سال گزر گئے۔بھارت میں جو سیاسی جماعتیں برسرِاقتدار آئیں۔انہوں نے کشمیر میں اپنے ہم خیال تلاش کر کے کشمیریوں کی تحریک آزادی کو مسلمانوں کے ہاتھوں ہی دبانے کی کوشش کی لیکن آزادی کی آواز کو دبایا نہ جاسکا۔ بھارت جنتا پارٹی کی موجودہ قیادت تو بظاہر کشمیریوں سے بدلہ لینے پر اتر آئی ہے۔ایک طرف وادی کشمیر کو کرفیو کے حوالے کر کے روزمرہ کی زندگی کو مفلوج کر دیا گیا ہے اور دوسری طرف مرکزی حکومت نے بھارتی آئین میں تبدیلیاں کرکے کشمیر کی ممکنہ حیثیت کو ختم کر دیا ہے۔ اس موجودہ سیاسی کشمکش میں اقوام متحدہ کی ان قراردادوں کا بار بار ذکر آرہا ہے جن کی بدولت کشمیر کو جداگانہ حیثیت حاصل ہوئی ان قراردادوں کو اقوام متحدہ میں پیش کرنے اور انہیں منظور کروانے کا سہراحضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے سر ہے۔جب تک چوہدری صاحب کے ہمعصر زندہ رہے پاکستان میں چوہدری صاحب کی خدمات کا تذکرہ بڑے فخر سے کیا جاتا تھا لیکن1980کی دہائی میں جب ملک ضیاءالحق جیسے تنگ نظر حکمرانوں کے حوالے ہوگیا تو ملک و قوم کے لئے چوہدری ظفر اللہ خان کی خدمات پر بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے منفی تبصروں کے ساتھ میدان سیاست میں اتر آئے اور یہ سلسلہ گزشتہ 30 سال سے جاری ہے اب تاریخ نے اپنے آپ کو دہراتے ہوئےایک ایسا موقع پیدا کیا ہے اہل وطن کو چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی خدمات جلیلہ کا ذکر کرنا مجبوری بن گیا ہے دنیا کو اپنا ہمنوا بنانے اور بھارتی آئین میں کی جانے والی ترمیم کو مسترد کروانے کے لئے چوہدری صاحب کی تقاریر کا حوالہ بار بار دیا جانا وقت کی ضرورت بن گیا ہے۔ جن پر ملک میں زرد صحافت کو فروغ دینے والے مجیب الرحمن شامی اوریا مقبول جان اور ان کا قبیلہ چوہدری صاحب محترم کو موردِ الزام ٹھہراتا رہا ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ زرد قبیلے کی طرف سے محض مذہبی تعصب کی بناء پر چوہدری صاحب پر2 الزام لگائے جاتے رہے ہیں۔اول یہ کہ چوہدری صاحب نے باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کی طرف سے پیش ہونے پر لاکھوں روپے فیس وصول کی اور دوم اقوام متحدہ میں لمبی لمبی تقریریں کرکے مسئلہ کشمیر کے بارے میں ممبران میں اکتاہٹ پیدا کر دی۔

گزشتہ دنوں ایک ٹی وی مذاکرہ میں زرد صحافی مجیب الرحمن شامی نے باؤنڈری کمیشن میں کیس کی فیس کا تذکرہ کرنے کی کوشش کی تو معروف دانشور اور نیک نام وکیل اور شریعت کورٹ کے سابق جج سید افضل حیدر نے(جن کے والد سید محمد شاہ، چوہدری صاحب کے ساتھ وکلاء پینل میں شامل تھے)مجیب الرحمان شامی کی طرف سے ماضی میں لگایا جانے والا الزام آج رد کر دیا ۔سید افضل حیدر نے شامی کی طرف سے پوچھے جانے والے سوال کے جواب میں کہا کہ جب 31 جولائی کو لاہور ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کے ساتھ والے کمرے میں بحث ختم ہوئی سب وکلاء باہر آگئے ۔ تھکے ہوئے برآمدے میں کھڑے تھے اس دوران سیپک بام نے جو بعد میں انڈیا کے اٹارنی جنرل بنے، نے آکر چوہدری ظفر اللہ خان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا سر محمد آپ کو مبارک ہو آپ نے بہت اچھا مقدمہ لڑا ہے اور پھر مسکرا کر سامنے وکلاء صاحبزادہ نوازش علی خان ابا جی، سید محمد شاہ، شیخ نثار کو پوچھا کہ آپ نے بہت بڑی فیس لی ہوگی۔ ان سب وکلاء نے کہا کہ ہم نے تو اپنے پاس سے پیسے خرچ کئے ہیں کوئی فیس نہیں لی۔ کانگریس کے وکیل سیپک بام کا جواب سنیئے۔

Then I must return 7 lakh (seven hundred thousand rupees) to national congress.

اگر آپ لوگوں نے فیس نہیں لی تو مجھے بھی نہیں لینی چاہئے۔ شیخ نثار نے ان کو پھر کہا کہ ہم نے تو کوئی فیس نہیں لی ۔

چوہدری صاحب پرایک دوسرا الزام تقاریر کی طوالت کے اعتبار سے لگایا جاتا رہا ہے۔یہی بات سینئر صحافی ایڈیٹر آتش فشاں منیراحمدمنیر نے چوہدری صاحب سے 80 کی دہائی میں لئے جانے والے ایک طویل انٹرویو میں پوچھی تھی۔ جس کو انہوں نے 1985ء میں سیاسی اتار چڑھاؤ کے عنوان سے کتاب میں شامل کیا۔ منیراحمدمنیر کا سوال اور چوہدری صاحب کا جواب حاصل مطالعہ کے تحت یہاں نقل کر رہا ہوں اس لئے کشمیر کے معاملے میں برطانوی چالوں اور چوہدری صاحب کو کیسے حالات میں یہ سیاسی جنگ لڑنا پڑی اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اور چوہدری ظفراللہ خان کی مسئلہ کشمیر میں خدمات ملک و قوم کے آگے سرتسلیم خم کئے بغیر چارہ ممکن نہیں۔

بقیہ از صفحہ4۔ تعلیم الاسلام کالج تک

بی ایس سی میں اسلامیہ کالج سول لائنز میں داخلہ لیاجہاں کریسنٹ ہوسٹل میں رہا۔ باٹنی، زوالوجی اور انگریزی کے مضامین تھے۔زوالوجی میں اول رہا اور بی ایس سی میں فرسٹ کلاس حاصل کی، کالج کا میڈل اور رول آف آنر ملا۔

گولڈ میڈل اور ٹی آئی کالج سے وابستگی

پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس سی زوالوجی میں داخلہ لیا۔ 1963ء کے سالانہ امتحان میں فرسٹ کلاس فرسٹ کی پوزیشن حاصل کی اور Sir William Roberts Gold Medal حاصل کیا۔ابا جی نے فوراً حضرت صاحب کی خدمت میں تحریراً عرض کر دیا۔حضرت مرزا ناصر احمد پرنسپل کی طرف سے جواب آیا کہ ٹی آئی کالج جوائن کریں۔میں نے موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ستمبر 1963ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ لیکچرر بیالوجی کی حیثیت سے جوائن کیا ۔الحمد للہ 36سالہ خدمت کے بعد60سال کی عمر میں11ستمبر 1999کو کالج سے ریٹائر ہوا۔ الحمد للہ

آخر میں میں اپنے بیالوجی کے استاد پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد بشیرمرحوم کے لئے درخواستِ دعا کرنا چاہتا ہوں ۔ موصوف تعلیم الاسلام کالج لاہور میں طالبعلم رہے اور 1956ء میں پنجاب یونیورسٹی کے ایم ایس سی زوالوجی میں گولڈ میڈیلسٹ تھے۔آپ 1957ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں میرے استاد تھے۔1965ء میں اتفاقاً مسجداقصیٰ ربوہ میں جمعہ کے دن موصوف سے ملاقات ہوئی ۔ تعارف ہوا، خوش ہوئے کہ میں ان کی جگہ پر کالج میں ڈیوٹی دیتا رہا ہوں۔آپ امریکہ اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے تھے ۔اورغیر از جماعت افراد کی سخت مخالفت میں فیصل آبادمیڈیکل کالج میں فزیالوجی کے پروفیسر رہے۔ آپ نے ہمیں بہت محنت سے پڑھایا تھا۔آپ کچھ عرصہ بیمار رہ کروفات پاگئے۔اناللہ واناالیہ راجعون ۔ احباب سے مرحوم کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

****

ارجنٹائن میں خدمت انسانیت کے پروگرامز

جماعت احمدیہ ارجنٹائن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 22اور23 دسمبر کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدمتِ انسانیت کے دو پروگرامز منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مورخہ 22 دسمبر کو Buenos Airesکے ایک غریب محلہ میں 100کے قریب ضرورت مند بچوں کے درمیان کھلونے تقسیم کیے گئے۔ علاوہ ازیں اس محلہ میں 12فیملیز کو راشن کی اشیاء مہیا کی گئیں۔

مورخہ 23دسمبر کو ہمیں Ricardo Gutierrez ہسپتال میں، جس کا شمار Buenos Airesکے بڑے اور اہم ترین children hospitalsمیں شمار ہوتا ہے 60کے قریب بچوں کی عیادت کرنے اور ان میں کھلونے تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ خدمتِ خلق کے دونوں پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لیے کل 6افرادِ جماعت اور 7غیر از جماعت افراد کا تعاون شامل رہا۔ نیز مقامی onlineنیوز چینل ABCMundialنے بھی جماعت کے ان رضاکارانہ کاموں کے بارے میں خبر شائع کی۔

(رپورٹ: مروان سرور گل)

اطلاعات اعلانات

تقریب آمین

مکرم حمید احمد جنرل سیکرٹری حلقہ ویسٹن نارتھ ویسٹ ٹورنٹو کینیڈا تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بیٹی عزیزہ فریدہ احمد نے 6 سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کرلیا ہے، مورخہ 22دسمبر 2019ء بروز اتوار تقریب آمین منعقد ہوئی جس میں محترم ہادی علی چوہدری نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے بچی سے قرآن کریم سنا اور دعا کرائی۔ خاکسار کی اہلیہ نے اور اس کے علاوہ اہلیہ مکرم آصف خان مربی سلسلہ نے بچی کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ بچی مکرم علم الدین چوہدری دارالرحمت وسطی ربوہ کی پوتی اور مکرم مرزا اسماعیل بیگ براہپٹن کینیڈا کی نواسی ہے۔ بچی بفضلہ تعالیٰ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب سے بچی کی درازی عمر، نیک اور قرۃ العین بننے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

******

جماعتِ احمدیہ مالٹا کے زیرِ انتظام خدمتِ انسانیت کے تین پروگرام

معذور افراد کی دیکھ بھال اور نشے میں مبتلا لوگوں کا علاج کرنے والے ادارے میں تحائف

معمّر افراد کے لیے خصوصی دعوت کا اہتمام

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مالٹا کو ماہِ دسمبر 2019ء میں خدمت انسانیت کے تین پروگرام کرنے کی توفیق ملی جو کہ اسلام احمدیت کی تبلیغ کا نہایت اہم ذریعہ ثابت ہوئے اور ملک بھر میں لوگوں نے اسلام احمدیت کی ان خدمات کو بہت سراہا اور گھر گھر میں احمدیت کی انسان دوستی اور محبت سب کے لیے ، نفرت کسی سے نہیں کا پیغام پہنچا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذلک

معذور افراد میں تحائف کی تقسیم

مورخہ 18 دسمبر 2019ء کو مالٹا میں معذور افراد کی دیکھ بھال کرنے والے ایک فلاحی ادارے Daril-Kaptan کو جماعتی وفد نے وزٹ کیا اور وہاں پر موجود افراد کے لیے پچاس تحائف پیش کرنے کی توفیق ملی۔

و ملت انسانیت کی خدمت پر یقین رکھتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے تذکرہ نے سب لوگوں پر بہت مسحور کن اثرات مرتب کیے اور بہت سے لوگ جذباتی ہوگئے اور انہوں نے جماعت احمدیہ مسلمہ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا ۔

خواتین کے گروپ میں بعض مائیں بھی تھیں۔ جب ان سے بات کی اور بطور ماں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تو ان باتوں نے ان ماؤں کے شعور کو گرمایا اور ان ماؤں نے بھی عہد کیا کہ وہ معمول کی زندگی میں واپس لوٹنے کے لیے پُرعزم ہوئی ہیں۔ ایک ماں نے کہا کہ ان کا اس ادارے میں یہ چوتھا کورس ہے مگر وہ عہد کرتی ہیں کہ یہ آخری کورس ہوگا اور وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے منشیات کی لعنت سے چھٹکارا پا کر اپنے بچوں کی پرورش پر تمام تر توجہ

نشے سے نجات کے لیے زیرِ علاج افراد میں تحائف کی تقسیم اور مؤثر گفتگو

اسی طرح ایک فلاحی تنظیم Caritas Malta کے زیرِ انتظام منشیات کے عادی لوگوں کے لیے بنائے گئے Therapeutic سینٹر کو وزٹ کرنے، وہاں لوگوں سے ملنے اور انہیں پچاس پیکٹس بطور تحفہ پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اس سینٹر میں لوگوں کو مختلف گروپس میں رکھا جاتا ہے جن میں عورتوں کا ایک گروپ بھی شامل ہے۔ اس موقع پر چار مختلف گروپس میں تقسیم، منشیات کے عادی لوگوں سے ملنے کا موقع ملا اور انہیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نشہ کے نقصانات، انسانی شرف اور زندگی کو بامقصد بنانے کے موضوعات پر تفصیلی گفتگو کا موقع ملا۔ اس موقع پر انہیں بتایا کہ ہمارا نصب العین ہے محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں اور ہم بلا تفریق مذہب

مرکوز کریں گی تاکہ وہ معاشرے کا مفید وجود بن سکیں۔

اس موقع پر اس ادارہ کے ڈائریکٹر جناب Anthony Gatt اور ان کی ٹیم کے دوسرے ارکان بھی موجود تھے۔ ان سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ آج کا یہ وزٹ ہمارے لیے اور اس سینٹر میں مقیم لوگوں کے لیے یقیناً نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ہم نے لوگوں کے چہروں پر مثبت تبدیلی کے نمایاں آثار دیکھے ہیں اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا یہ وزٹ، لوگوں میں تحائف کی تقسیم اور ان سے نہایت محبت و اخلاص کے ماحول میں ان کے مسائل پر تفصیل سے بات کرنا ان لوگوں میں جینے کا حوصلہ پیدا کرے گا اور منشیات سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ان کے لیے ممدومعاون ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا کی یہ خدمت غرباء کی خوشیوں، منشیات میں گھرے لوگوں کی منشیات سے نجات اور اجڑے گھروں کی آبادی کا باعث بنے، بچوں کو والدین کی محبت

نصیب ہو اور جس مثبت پرورش کے وہ حق دار ہیں وہ انہیں میسر آئے۔ آمین

غرباء اور نادار لوگوں کی دعوت

گزشتہ سال نئے سال کے آغاز پر جماعت احمدیہ نے پچاس مستحق افراد کے لیے ظہرانے کا اہتمام کیا تھا۔ امسال اس پروگرام کو وسعت دی گئی اور ایک سو سے زائد ایسے بوڑھے اور نادار Grand-parents ، جنہیں ان کے رشتہ دار بہت کم وزٹ کرتے ہیں اور وہ تنہائی میں ان ایام کو گزارتے ہیں، کے لیے مورخہ 29 دسمبر کو ظہرانے کا اہتمام کیا گیا۔ احمدی مردوخواتین نے اپنے گھروں میں نہایت لذیذ اور پرتکلف کھانے تیار کیے اور خدمت انسانیت ہمارا شیوہ کا عملی نمونہ پیش کیا۔

اس موقع پر مالٹا میں رومن کیتھولک چرچ کے نمائندے جناب پادری Charles Cordina نے خصوصی طور پر شرکت کی اور وہ جماعت احمدیہ کی اس بے لوث خدمت انسانیت سے بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ ہی انسانیت کی خدمت میں پیش پیش ہوتی ہے اور آج مجھے ذاتی طور پر اس پروگرام میں شرکت کرکے اس کے ذاتی مشاہدہ کا موقع ملا ہے۔ اس موقع پر خاکسار کو مختصر خطاب کرنے کی توفیق بھی حاصل ہوئی جس کا حوالہ دیتے ہوئے پادری صاحب نے بیان کیا کہ یہ تعلیمات اور جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کی عملی تصویر یقیناً قابل تحسین ہے اور یہ لوگوں کی خوشی اور تسکین کا باعث ہوگی۔

تمام لوگ بہت زیادہ خوش تھے اور انہوں نے جماعت احمدیہ مسلمہ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا اور ڈھیروں دعائیں دیں کہ اللہ تعالیٰ کا سایہ رحمت ہمیشہ جماعت پر رہے۔

مالٹا کے نیشنل ٹیلیویژن اور ون نیوز (One News) مالٹا نے اس پروگرام کی خصوصی کوریج کی اور رات کے خبرنامہ میں اسے خصوصی جگہ دی اور نہایت اچھے الفاظ میں جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کا تذکرہ کیا۔انہوں نے اپنی ویب سائیٹ پر بھی اس خبر کو شائع کیا۔ دونوں ٹیلیویژن چینلز پر نشر ہونے والا خبرنامہ مالٹا کے تقریباً ہر گھر میں دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مسلمہ مالٹا کی خدمت انسانیت کے یہ پروگرام عملی تبلیغ کے سانچے میں ڈھل کر مالٹا کے ہرگھر تک پہنچے اور لاکھوں لوگوں کے دل و دماغ پر مثبت اثرات نقش کرنے کا باعث بنے۔ فالحمدللّٰہ علیٰ ذلک

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعتِ احمدیہ مالٹا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات کی روشنی میں خدمتِ انسانیت کے کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔مالٹا)

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اٹلی میں مشن ہاؤس سے ملحقہ عمارت کی خرید

18 دسمبر 2019ء جماعت احمدیہ اٹلی کے لیے ایک تاریخ ساز دن ثابت ہوا ، اِس روز جماعت احمدیہ اٹلی کو شہر بولونیا کے قریب واقع مشن ہاؤس سے ملحقہ پراپرٹی کی خرید کے معاہدہ کی تکمیل کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

خرید کے معاہدہ پر دستخط کے موقع پر مکرم عبد الفاطر ملک نیشنل صدر جماعت اٹلی کے علاوہ مکرم عطاء الواسع طارق مشنری انچارج، مکرم عقیل جاوید مربی سلسلہ، خاکسار، مکرم محمد اکرم نیشنل جنرل سیکرٹری ، اس پراپرٹی کی خرید کے لیے تشکیل دی گئی کمیٹی کے ممبران اور دیگر ممبران نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ اٹلی شامل ہوئے۔

اس پراپرٹی کا 2300 مربع میٹر رقبہ تعمیر شدہ ہے (جسے بعض تبدیلیوں کی ضرورت ہے) اور تقریباً 2000 مربع میٹر رقبہ کھلی جگہ پر مشتمل ہے۔ اس جگہ کی خریداری کا عمل قریباً دو سال سے جاری تھا مگر بعض تکنیکی وجوہات کی بنا پر رجسٹری نہیں ہو پا رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور راہیں کھولی ہیں کہ یہ جگہ جماعت کے نام رجسٹرڈ ہو گئی ہے۔ یہ جگہ مشن ہاؤس اٹلی کے بالکل ساتھ واقع ہے۔ اب وہاں سوائے ایک گھر کے تمام رقبہ جماعت کی ملکیت ہو چکا ہے ۔

اس جگہ کی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ اٹلی 2010ء کے دوران اس ہال میں تقریب آمین کروائی تھی اور نمازیں پڑھائی تھیں۔

2014ء سے اب تک جماعت اپنا جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کا سالانہ اجتماع جناب جزالی (اس پراپرٹی کے سابقہ مالک)کی اجازت سے وہاں منعقد کروا رہی ہے ۔ جناب جزالی بہت اچھے ہمسائے اور جماعت کے بہت مخلص دوست ہیں۔ جب سے جماعت یہ جگہ استعمال کر رہی ہے انہوں نے جماعت کے اصرار کے باوجود کبھی کوئی کرایہ نہیں وصول کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور مشن ہاؤس کمیٹی کی کاوشوں کے نتیجہ میں یہ سودا طے پاگیا۔ مالک نے یہ بات بھی مان لی کہ جماعت طے شدہ رقم دو سال کے عرصہ میں ادا کر دے۔

پراپرٹی کا زیادہ تر حصہ تعمیر شدہ حالت میں ہے جسے انشاءاللہ مکمل کیا جائے گا۔ ایک بڑا ہال چند تبدیلیوں کے بعد جلسہ سالانہ ، اجتماع اور دیگر نیشنل پروگرامز کے موقع پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی ہال کے پیچھے ایک اَور ہال موجود ہے جس کی دو اطراف کھلی ہیں وہاں نیشنل پروگراموں کے دورانِ ضیافت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ نیز ایک اَور ہال جو کہ بیت التوحید کے مردانہ ہال کے ساتھ واقع ہے اور کم و بیش اُسی وسعت کا ہے، چند تبدیلیوں کے بعد پہلے والے ہال کا ہی حصہ بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس پراپرٹی میں ایک دومنزلہ عمارت نامکمل حالت میں ہے جسے بعد ازاں مرکز کی ہدایت کے مطابق تیار کیا جائے گا۔

پراپرٹی کی خرید کے دوران مشن ہاؤس کمیٹی جس میں سیکرٹری جائیداد ، سیکرٹری ضیافت ، سیکرٹری وقفِ نَو اور صدر جماعت بلونیا شامل ہیں تمام ممبران نے مکرم نیشنل صدر صاحب کی نگرانی میں بہت محنت کی اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب ممبران کو جزائے خیر سے نوازے اور جماعت احمدیہ اٹلی کے لیے یہ تاریخی قدم ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: کاشف کمال۔ اٹلی)

مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کا 41واں سالانہ اجتماع اور مجلس مشاورت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کو اپنا اکیالیسواں سالانہ نیشنل اجتماع مورخہ 13،14اور15دسمبر 2019ء کو بنگلہ دیش کے مرکز ڈھاکہ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ علمی وورزشی مقابلہ جات نیز تلقینِ عمل پر مشتمل اس تین روزہ پروگرام سے ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے انصار نے استفادہ کیا۔

اس اجتماع میں نماز باجماعت کی بروقت ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ اجتماع کے لیے وفود کی آمد کا سلسلہ 12 دسمبر بروز جمعرات سے شروع ہوگیا تھا۔ ملک کے تمام اضلاع و مجالس سے انصار تشریف لائے۔

سالانہ اجتماع کے پہلے روز کا آغاز نماز تہجد اور نماز فجر کی باجماعت ادائیگی سے ہوا۔ صبح ساڑھے نو بجے پر چم کشائی کی تقریب سے اجتماع کا افتتاح ہوا۔ مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش جناب الحاج احمد تبشیر چوہدری نے لوائے انصار اللہ جبکہ نیشنل امیر صاحب جناب الحاج مولانا عبد الاوّل خان چوہدری نے بنگلہ دیش کا جھنڈا لہرایا۔اس کے بعد افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم، قومی ترانہ، نظم اور عہد دہرانے کے بعد مکرم چیئرمین اجتماع کمیٹی جناب الحاج نذیر احمد نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور تمام انصار کو اجتماع کے جملہ پروگرامز سے بھرپور استفادہ کرنے اور نظم و ضبط کا خیال رکھنے کی تلقین کی۔ بعد ازاں مولانا فیروز عالم بنگلہ ڈیسک یو کے نے تقریر کی۔ موصوف نے مجلس انصار اللہ کے قیام کی اغراض اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ نیز تبلیغ کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اس کے بعد کلکتہ جماعت کے سابق امیر جناب ظفر احمد نے اپنے تاثرات بیان کیے اور ایک نظم پیش کی۔ بعد ازاں مکرم نیشنل امیر بنگلہ دیش نے تقریر کی۔ موصوف نے حاضرین کو دعا کرنے اور درود شریف پڑھنے کی اہمیت بتاتے ہوئے ان کی طرف توجہ دلائی۔بعد ازاں مکرم صدر مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش نے سب شاملین کو خوش آمدید کہا اور تمام انصار کو اجتماع کے جملہ پروگرامز سے بھرپور استفادہ کرنے کی تلقین کی۔ آخر پر محترم نیشنل امیر نے دعا کروائی۔

نماز جمعہ کے بعد تعلیمی و علمی مقابلہ جات شروع ہوئے (یہ مقابلہ جات اجتماع کے دوسرے روز تک جاری رہے)شام 7بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ براہ راست سب نے سنا۔

دوسرا روز

اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز حسبِ روایت نماز تہجد اور نماز فجر کی باجماعت ادائیگی سے ہوا۔ آج انفرادی و اجتماعی ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

جن میں سب انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ورزشی مقابلہ جات کا سلسلہ اجتماع کے تیسرے روز یعنی مورخہ 15دسمبر دوپہر تک جاری رہا۔ نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد اجلاس عامہ اور تربیتی اجلاس (تلقینِ عمل)منعقد ہوا۔

تیسرا روز

اجتماع کے تیسرے روز بھی دن کا آغاز نماز تہجداور نماز فجر کی باجماعت ادائیگی سے ہوا۔ دو پہر تک سارے مقابلہ جات مکمل ہو گئے تھے۔ نماز ظہر

و عصر کی ادائیگی کے بعد تین بجے اجتماع کی اختتامی تقریب و تقسیم انعامات منعقد ہوئی۔ اس میں تلاوت قرآن اور نظم کے بعد سیکرٹری صاحب اجتماع کمیٹی جناب سرور مرشد نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد قائد عمومی اور قائد مال نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں مکرم نیشنل امیر صاحب بنگلہ دیش اور مولانا فیروز عالم نے تقاریر کیں۔ بعد ازاں مکرم صدر مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش نے اختتامی تقریر کی اور علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کیے۔ اختتامی دعا سے پہلے عہد دہرائے گئے۔

امسال اجتماع میں رجسٹریشن کے مطابق کل970انصار نے103 مجالس سے شرکت کی۔

سالانہ مجلسِ شوریٰ مجلس انصاراللہ

سالانہ اجتماع کے بعد مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کی سالانہ مجلس شوریٰ مورخہ 15 اور 16دسمبر کو منعقد ہوئی۔ اس میں صدر مجلس انصار اللہ اور صدر مجلس برائے صف دوئم کا انتخاب بھی ہوا۔ دو روزہ مجلس شوریٰ میں 332 نمائندگان شوریٰ اور 4زائرین نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کو علم و عرفان میں بڑھائے اور اسے صحیح معنوں میں احمدیت کا خادم بنائے۔آمین

(رپورٹ :نوید احمد لیمون۔بنگلہ دیش)

☆...☆...☆

طلوع و غروب آفتاب

31 جنوری 2020ء

	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:42	18:09
مدینہ منورہ	05:46	18:05
لندن	05:47	16:50
قادیان	05:59	18:01
ربوہ	05:38	17:41